ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

حرمت رسول ﷺ کا مسئلہ، روایات و آثار کی روشنی میں

SANCTITY OF THE HOLY PROPHET (PBUH) IN THE LIGHT OF THE PROPHET'S LIFE

***Dr. Muhammad Anas Raza**
Assistant Professor of Islamic Studies, NCBA&E, Sub Campus, Multan
****Ashiq Hussain**
PhD Schololar, NCBA&E Sub Campus Multan
*****Asad Lateef**
M.Phil Scholar, Rifah international University Faisalabad

ABSTRACT:
Subsequent to entering the domain of Islam, it is the obligation of the adherents to comply and regard the Prophet (harmony and favors of Allah arrive). In this respect, numerous manners of the Prophet (harmony and endowments of Allah be upon him) have been painstakingly depicted in the Qur'an, with the goal that Muslims may not be denied of any honor. Subsequently, it is vital to study the approaches to respecting the Heavenly Prophet (harmony arrive) and his habits.These behaviors are connected with day to day schedules, for example, decorum of entering the house, manners of sitting in the gathering, behavior of conversing with him, manners of tending to him, behavior of passing on the gathering and the best approach to ask you inquiries. Also, in the Qur'an, there is a guidance in the privileges of Muhammad (PBUH) to continue to send gifts and harmony upon him, and furthermore to think about his status high and to follow him in each matter.
Keywords: *Quran, Holy Prophet, Seerat, Quran, hurmat.*

تمہید:

اللہ رب العالمین نے ہر سلیم الطبع شخص کی فطرت میں یہ چیز ودیعت فرمادی ہے کہ وہ لوگوں کے مقام و مرتبہ کے مطابق اس کی عزت اور وقار کا پاس رکھے۔ ہر مہذب شخص، چاہے اس کا کسی مذہب یا کسی بھی طبقے سے تعلق ہو وہ والدین، بہن، بھائی اور دیگر خاندان کے افراد کی عزت و توقیر بجالاتا ہے، اسی طرح اپنے مذہبی رہنما، بزرگ شخصیات کی بھی توقیر بجالانا اپنا مذہبی فرض سمجھتا ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اللہ رب العالمین نے جو مقام حضرتِ انسان کو عطا فرمایا ہے، وہ اپنی مخلوق میں کسی کو عطا نہیں کیا۔ سورہ التین میں تخلیق انسانیت کے لیے "احسن تقویم" کہا گیا[(1)] پھر انسان کو اعمال کی بنیاد پر دو حصوں میں تقسیم کیا گیا، جس کی سورہ اعراف میں تصریح ملتی ہے۔[(2)]

اس کے مدمقابل جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں ان کی تقسیم چار طرح کی ہوئی ہے؛ چنانچہ سورہ نساء میں ارشاد ہوا:

وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓـئِكَ مَعَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ‌ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓـئِكَ رَفِيۡقًا[(3)]

ترجمہ: "اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔"

صلحاء، شہداء اور صدیقین سے افضل ترین مقام و مرتبہ انبیاء و رُسل کا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام کیا۔ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کائنات کی مقدس و افضل ترین جماعت ہے، لیکن صاحبِ شریعت و اولوالعزم رُسل کا مقام مزید بلند ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جمیع انبیاء و رُسل میں سب سے بلند مقام، اپنے حبیب کریم حضور خاتم الانبیاء والرسل ﷺ کو عطا کیا ہے۔ مثلاً:

- حضور ﷺ ختم الرسل والانبیاء ہیں۔[(4)]
- آپ ﷺ کی نبوت عالم گیر ہے۔[(5)]
- حضور خاتم الانبیاء ﷺ کو پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئیں جو پہلے کسی کو عطا نہیں کی گئیں۔[(6)]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

اللہ رب العالمین نے ان تمام وجوہات کی بنا پر آپ ﷺ کو جو عزت، وقار اور حرمت عطا فرمائی ہے اور کسی بھی ذات کو عطا نہیں فرمائی، تمام عزتیں اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہیں؛ چنانچہ سورہ منافقون میں ارشاد ہوا:

وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ(7)

عزّت تو اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے۔"

مذکورہ دلائل سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی جمیع مخلوق میں افضل مخلوق انسان ہے، ان میں صلحاء، شہداء اور صدیقین ہیں، ان سے افضل انبیاء ورُسل ہیں اور ان میں افضل و اعلیٰ حضور خاتم الانبیاء ﷺ کی ذات ہیں۔ لہٰذا ہر صورت میں آپ ﷺ کی عزت و حُرمت آپ کے مقام و مرتبہ کے مطابق کی جائے۔ اور آپ ﷺ کی حرمت کا یہی تقاضہ ہے کسی قسم کی عدم احترام کی کیفیت کو گوارا بھی نہ کیا جائے۔

لغوی واصطلاحی معنی:

لفظ الحُرمہ، الحُرمہ اور الحَرمہ کا مطلب لغوی معنی عزت، آبرو، بڑائی، بزرگی کے ہیں، عربی کی مشہور قاموس تاج العروس میں لفظ الحرمہ اور الحرم کا مطلب ایسی عزت جو اللہ کسی کو عطا کرے اس کا انکار گناہ کے زمرے میں آتا ہے[8] جس کا ارتکاب حرام ہے، کیونکہ علماء کسی عمل کو جب حرام قرار دیتے ہیں تو اس کا نص قطعی اور ظنی الدلالۃ سے ثابت ہونا ضروری ہوتا ہے۔

محبت نبوی ﷺ:

نبی کریم ﷺ سے محبت ایمان کا مرکز و محور اور جزء لازم ہے اور آپ سے کسی قسم کا بغض و عناد ایمان کی بربادی کا سبب ہے۔ مسلمان گنہگار اور عملی لحاظ سے کمزور ہونے کے باوجود بھی اپنے نبی سے سچی محبت کرتے ہیں، مسلمانوں کے دلوں سے نبی کی ذات کو جدا نہیں کیا جاسکتا، یہ لازم و ملزوم ہیں، کیونکہ مسلمانوں کے لیے کائنات میں عزیز اور محبوب ترین کوئی ہستی ہے تو وہ نبی ﷺ کی ہے اس لیے مسلم امہ ہر ظلم و زیادتی برداشت کر سکتی ہے لیکن نبی ﷺ کی شان میں کسی قسم کی توہین و گستاخی ہر گز گوارا نہیں کر سکتی۔ مسلمان کی متاع حیات اور دنیا کی سب سے قیمتی دولت نبی ﷺ سے وابستگی ہے، حرمت رسول ﷺ ایک عالمگیر اسلامی فکر ہے۔ تاریخ کے اوراق اور مسلمانوں کا ماضی اس بات کے گواہ ہیں کہ جب بھی دشمنان اسلام نے ناموس رسالت پر حملہ کیا، مسلمانوں نے ہر فورم ہر محاذ پر تحریری، تقریری رد کیا اور اہانت رسول کے مرتکب افراد کو منطقی انجام تک پہنچا کر ہی دم لیا، کیونکہ حرمت رسول کی محافظت ہر مسلمان، کلمہ گو پر اسی طرح فرض ہے جس طرح نماز، روزہ فرض عین ہے۔ حرمت رسول کا تحفظ دین کی بنیاد اور ہمیشہ سے امت مسلمہ کا خاصہ رہا ہے۔ اکابرین ملت نے جو سبق دیا تھا آج پوری امت کا نعرہ بن چکا ہے کہ حرمت رسول پر جان بھی قربان ہے۔ امت مسلمہ میں ہمیشہ سے اس بات پر اجماع ہے کہ گستاخ رسول موجب عذاب اور دنیا میں سخت سزا کا مستحق ہے۔ پاکستان چونکہ اسلام کے نام پر ہی معرض وجود آیا اور تعزیرات پاکستان 295 سی کے مطابق نبی ﷺ کے گستاخ کی سزا موت ہے ارباب اقتدار کو اس قانون کے عمل درآمد کے لیے عملی اقدامات سنجیدگی سے اٹھانے چاہییں۔

ایمان اور عبادات کی قبولیت کا دارومدار حرمت رسول پر:

نبی ﷺ وہ اولوالعزم پیغمبر ہیں کہ ان جیسا حسین و جمیل کائنات میں کوئی پہلے پیدا ہوا ہے نہ قیامت تک آئے گا کہ جن کے چہرہ انور کی زیارت کر کے ہی لوگوں کی زبانوں پر کلمہ توحید جاری ہو جاتا تھا، ان جیسا حسین و جمیل اللہ نے کوئی اور بنایا ہی نہیں ہے اور حضور کی اطاعت اللہ کی اطاعت، حضور کا ہاتھ، ید اللہ قرار پایا، فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیں ان کے لیے دنیا آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور مصطفیٰ ﷺ کی عظمت و شان میں اللہ نے پورا قرآن نازل فرمایا ہے۔

سورہ اعراف (9) اور سورہ فتح (10) میں تین افعال ذکر کیے گئے ہیں (1) نصر، (2) وقر، (3) عزر۔ جن کا معنی ہے حضور خاتم الانبیاء ﷺ کو سب سے اعلیٰ قرار دینا۔ عظیم سمجھنا، اعلیٰ تکریم سے پیش آنا۔

علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

"تعزیر" کا لفظ یہ آپ ﷺ کی مدد، تائید اور ہر ایسی چیز کو آپ سے روکنا جو آپ ﷺ کو تکلیف دیتی ہو، ان سب کو شامل ہے اور "توقیر" کا لفظ جامع ہے ہر ایسے کام کو جس میں آپ ﷺ کی عظمت اور احترام کا پہلو ہو اور آپ ﷺ کے ساتھ عزت، اکرام کا معاملہ ہو۔"(11)

سورہ بقرہ میں ارشاد ہوا:

يَاَيُّهَاالَّذِيْنَاٰمَنُوْ الَاتَقُوْلُوْ ارَ اعِنَاوَ قُوْلُو اانْظُرْنَا[12]

"اے ایمان والو!(اپنے رسول سے)راعنانہ کہو،انظرنا،کہو۔

جب صحابہ کرام علیہم الرضوان کو حضور ﷺ کی کوئی بات سمجھ نہ آتی تووہ دوبارہ سننے کے لئے "راعنایارسول اللہ"(اے اللہ کے رسول ﷺ ہماری رعایت فرمائیں)کے الفاظ سے درخواست کرتے۔یہ الفاظ اپنے معنٰی کے لحاظ سے بالکل درست تھے اوران میں بے ادبی کاکوئی پہلونہ تھالیکن یہودیوں نے اپنے خُبثِ باطن کی وجہ سے اس لفظ کوذراکھینچ کر"راعینا"(ہمارے چرواہے)استعمال کرناشروع کردیا۔جوکہ بے ادبی اور گستاخی والالفظ تھا۔اللہ رب العالمین نے اس آیت کے ذریعے مسلمانوں پرپابندی لگادی کہ وہ ایسالفظ استعمال نہ کریں جس سے یہودیوں کے لئے بے ادبی کاموقع نکل سکے۔اگربات سمجھنی ہوتویوں عرض کریں"انظرنایارسول اللہ"(اے اللہ کے رسول ہماری طرف نظرکرم فرمائیں)۔

اسی طرح سورہ نور میں ارشاد ہوا:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا[13]

"تم رسول کے بلانے کوایسانہ قراردوجیسے تم آپس میں ایک دوسرے کوبلاتے ہو۔"

اس آیت میں انداز تخاطب بتایاجارہاہے اور حکم دیاجارہاہے کہ حضور ﷺ کوعام لوگوں کی طرح نام کے ساتھ "یامحمد"کہہ کرمخاطب نہ ہواکرو؛کیونکہ یہ بے ادبی ہے۔بلکہ تعظیمی القاب"یارسول اللہ،یانبی اللہ"سے مخاطب ہواکرو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا،جب تک اس کواپنے ماں باپ اولاد اور سب سے زیادہ میری محبت نہ ہو۔[14]

مال وجان،عزت وآبروسے بڑھ کر حضور ﷺ کومقام دیناہی کامل ایمان ہے۔

ایمان لانے کے بعد تعظیم مصطفی کاسبق دیاگیاپھرعبادت کی تعلیم دی گئی جواس جانب اشارہ ہے کہ اگر ایمان لاکرحرمت رسول نہ کی تومیں تمہاری عبادت بھی قبول نہیں کروں گاتوایمان اورعبادات کی قبولیت کادارومدار حرمت رسول پرہے اور اعمال عقائد کے ماتحت ہوتے ہیں عقائد اعمال کے ماتحت نہیں ہوتے۔انسان کودنیامیں اپنی جان،مال اور اولادسب سے زیادہ عزیز اور محبوب ہوتی ہیں لیکن اہل ایمان نبی ﷺ کی عظمت وحرمت پرنہ توجان ومال اور اولادتک قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔بعض مفسرین کے مطابق اس آیت کی ضمائراللہ کی طرف لوٹ رہی ہیں توایک مفہوم یہ ہوگاکہ تم اللہ تعالٰی کاساتھ دو،اس کی عظمت بیان کرواور صبح شام اس کی تسبیح کرو۔[15]

اور پیرکرم شاہ الازہری کے مطابق فرمایاکہ تم میرے نبی کے ادب واحترام کوہمیشہ ملحوظ خاطررکھوکہیں ایسانہ ہوکہ خدمت دین کی ادائیگی میں بارگاہ نبوت کے آداب بجالانے میں کوتاہی سرزدنہ ہوجائے۔[16]مومنوں کے لیے نبی کی ذات پاک کے تمام گوشوں کوبہترین نمونہ قراردے کرقابل اتباع بنایاہے۔ارشاد ہے

لَقَدْكَانَ لَكُمْ فِى رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ[17]

حقیقت میں تمہارے لیے اللہ کے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے ہراس شخص کے لیے جواللہ اور قیامت کے دن پریقین رکھتاہواور کثرت سے اللہ کاذکرکرتاہویعنی رسول کریم کی زندگی کے مطابق مسلمان اپناہرکام انجام دیں اور ان کی سنتوں کے سانچے میں اپنی زندگیوں کوڈھالیں۔[18]

گویاقرآن تھیوری ہے اور نبی کی ذات پریکٹیکل ہے،اللہ نے اپنی مخلوق کے لیے صرف قرآن مجیدنازل کرنے پرہی اتفاق نہیں کیابلکہ محبوب کوبھیجاجنھوں نے قرآن پرعمل کرکے دکھایا،توزندگی کے کسی بھی شعبے میں قرآن پاک کی عملی تصویرکودیکھ کررہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔[19]حتٰی کہ اللہ تعالٰی نے نبی کے گھرمیں بغیراجازت داخلے سے بھی منع فرمادیاپھریہ حکم عام مسلمانوں کے گھروں میں داخلے کے لیے بھی نافذکردیاگیا۔[20]

آداب نبوی ﷺ:

مولاناکاندھلوی کے مطابق اللہ تعالٰی فرماتاہے کہ بغیراجازت اور بغیردعوت کے نبی کریم کے گھرمیں داخل نہ ہواجائے اگردعوت بھی ہوتوپہلے سے جاکرنہ بیٹھاکریں اورجب

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

کھانا کھا چکے تو وہاں سے اٹھ کے چلے جانا چاہیے اور جب پیغمبر کی بیویوں سے بات پوچھنی ہو تو پردے کے پیچھے سے پوچھو، کیونکہ اندر جانے کی بھی بالکل اجازت نہیں اسی طرح مجلس نبوی کے بھی اللہ تعالی نے آداب بیان کیے کہ نبی کی بارگاہ میں اونچی اواز سے مت کلام کرو حضور کے کسی قول اور فعل میں سبقت اور پیش قدمی مت کرو۔[21]

سید ابو الاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں کہ یہ حکم مسلمانوں کے انفرادی معاملات کے لیے بھی ہے یہ اسلامی آئین کی بنیادی دفعہ ہے جس کی پابندی سے نہ صرف مسلمانوں کی حکومت آزاد ہو سکتی ہے نہ ان کی عدالت نہ پارلیمنٹ[22]

مولانا ازہری کے مطابق وہ کوئی ایسا قانون بنائے جو کتاب و سنت سے متصادم ہو یہ حق نہ کسی عدالت کو پہنچتا ہے نہ کسی فرد واحد کو کہ وہ احکام شرع کے خلاف کوئی فیصلہ کریں یعنی حرمت رسول کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کے ساتھ بات چیت اور ملاقات میں بھی انتہائی ادب و احترام کو پیش نظر رکھیں آپ کی آواز سے اپنی آوازوں کو بلند نہ کریں یعنی اونچی اواز میں کلام نہ کریں۔[23]

مولانا کاندھلوی کے مطابق ایسا طرز تخاطب رسول اللہ ﷺ کی اذیت و دل آزاری کا سبب ہو گا جو ایمان کی بربادی کا باعث ہے اس لیے منع کیا گیا اور اسی سے علمائے ربانیین کی خدمت میں حاضر ہوتے وقت بھی چلا کر بات کرنے کی ممانعت کا حکم ثابت ہوتا ہے۔ حدیث کا درس ہو رہا ہو یا حضور ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضری کی کہ وقت بھی ادب و احترام ملحوظ خاطر رکھے یعنی کوئی آدمی اپنے بزرگوں کے ساتھ ایسے بولتا ہے جیسے عام لوگوں کے ساتھ بولتا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے نزدیک بزرگوں کا کوئی احترام نہیں۔

پیر کرم شاہ الازہری آپ ﷺ سے مخاطب ہونے کے آداب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ و اسمعوا کا حکم دے کر یہ تنبیہ فرمادی کہ جب میرا رسول ﷺ تمہیں کچھ سنا رہا ہو تو ہم تن گوش ہو کر سنو تا کہ انہیں دوبارہ کہنے کی ضرورت بھی نہ رہے۔ انتہا درجے کی تعظیم ہے جو اللہ تعالیٰ نے غلامان مصطفی کو دی۔[24]

درود پاک:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کی بارگاہ کا ایک ادب یہ ہے کہ ہدیہ درود و سلام بھیجا جائے اور اس عمل کو پہلے اللہ تعالی نے خود اپنا اور فرشتوں کا عمل بتایا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صلوٰۃ کا ذکر فرمایا۔[25]

گستاخی رسول کا وبال:

اگر چہ دن اسلام محبتوں کو پھیلانے نفرتوں کو مٹانے کی تعلیم دیتا ہے اور نبی رحمت صلی اللہ علیہو سلم کی ذات مبار کہ خود سراپا رحمت ہے اپ نے اہل ایمان کو زندگی کے مشکل لمحات اور ظلم و ستم کے اندھیروں میں صبر و تحمل اور درگزر سے کام لینے کی تعلیم دی ہے معاف کر دینے کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے بلکہ اس کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے سگے چچا کے قاتل اور نعش کا مثلہ کرنے والے کلیجہ نکال کر چبا جانے والے ظالموں کو بھی معاف فرما کر تاریخ رقم کر دی لیکن اسلام کے دشمن کو کبھی معاف نہیں کیا۔ بلکہ ایک موقع پر انس بن زنیم کو گستاخی کا احساس ہونے پر معافی طلب کرنے پر معاف کر دیا گویا ذات کے مقابلے تو برداشت اور رواداری سے کام لیا لیکن وہ آپ ﷺ کا ذاتی حق اور اختیار تھا لیکن ان کی امت کے کسی فرد کو گستاخ رسول کو معاف کرنے کا حق ہرگز نہیں ہے۔

اللہ رب العالمین نے سورہ احزاب میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَاوَ الْاٰخِرَۃِوَ اَعَدَّلَہُمْ عَذَابًامُّہِیْنًا(26)

"بیشک جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ نے لعنت فرمادی ہے اور اللہ نے ان کے لیے رسوا کر دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَبَّ نَبِیًّاقُتِلَ(27)

"جس نے نبی ﷺ کو گالی دی اسے قتل کیا جائے۔"

علامہ قاضی عیاض مالکی نے اپنی مکمل سند کے ساتھ اس حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے:

مَنْ سَبَّ نَبِیًّافَاقْتُلُوْہُ(28)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

"جو شخص کسی نبی کو برا بھلا کہے اس کو تم قتل کر دو"

اس حدیث کی تائید بہت سی احادیث وآثار سے ہوتی ہے، چند احادیث ذیل میں مذکور ہیں:

ابن خطل گستاخ کا قتل:

جب حضور خاتم الانبیاء ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو، ایک آدمی نے آ کر کہا کہ ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہوا ہے، تو حضور ﷺ نے فرمایا اسی جگہ اسے قتل کر دو۔ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اُس گستاخ کی گردن اڑا دی گئی۔[29]

کعب بن اشرف یہودی کا قتل:

کعب بن اشرف ایک سرمایہ دار متعصب یہودی تھا جسے اسلام سے سخت عداوت اور نفرت تھی جو حضور ﷺ کی ہجو کیا کرتا تھا اور حضور ﷺ کے قتال کے لئے لوگوں کو جوش دلایا کرتا تھا۔ حضور ﷺ نے اس کے قتل کا حکم جاری فرمایا اور قتل کے لئے روانہ ہونے والے افراد کو بقیع کے قبرستان تک چھوڑنے بھی آئے اور حضور ﷺ نے ان کے لئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق، کعب بن اشرف گستاخ کو محمد بن اسلمہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور اس کا سر کاٹ کر، حضور ﷺ کے قدموں میں رکھ دیا، اسپر حضور ﷺ نے الحمد للہ کہا اور اللہ کا شکر ادا کیا۔[30]

ہجو کرنے والی گستاخ لونڈی کا انجام:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ایک نابینا شخص کی ام ولد لونڈی تھی جو رسول اللہ ﷺ کی ہجو کیا کرتی تھی، اس کا مالک (وہ نابینا شخص) اسے منع کرتا، جھڑکتا وہ لونڈی پھر بھی باز نہ آتی۔ ایک رات اس عورت نے رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دینا شروع کیں، اس نابینا شخص نے ایک بھالا لے کر اس لونڈی کے پیٹ میں پیوست کر دیا جس سے وہ مر گئی۔۔۔ حضور ﷺ نے (اس بارے) ساری گفتگو سننے کے بعد ارشاد فرمایا: "اَلَآ اشْهَدُوْا اَنَّ دَمَهَا هَدَرٌ" تم گواہ ہو جاؤ کہ اس کا خون رائیگاں (نہ قصاص نہ دیت) ہے۔[31]

مشرک گستاخ کا قتل:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی ا للہ عنہما فرماتے ہیں: مشرکین میں سے ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی کون خبر لے گا؟ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے عرض کی میں اس خدمت کے لئے حاضر ہوں، حضرت زبیر نے اسے قتل کر دیا۔[32]

حیات پیغمبر میں توہین رسالت کی سزا پر عملدرآمد:

عمیر بن امیہ کی ایک بہن تھی جو نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی شان اقدس میں ہجو کرتی تھی عمیر جب نبی کریم علیہ السلام کی طرف جاتے تو ان کو تکلیف دیتی، ایک دن انہوں نے اپنی تلوار لے کر بہن کا سر تن سے جدا کر دیا۔ اس کے بیٹے چیخ وپکار کر کے کہنے لگے ہم جانتے ہیں اسے کس نے قتل کیا ہے۔ کیا ہمیں امن امان دے کر قتل کیا گیا ہے۔ اس قوم کے آباء واجداد مشرک ہیں۔ عمیر کو جب یہ خوف ہوا کہ کہیں اس کو اپنی ماں کے بدلے میں قتل ہی نہ کر دیا جائے، تو وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ماجرا عرض کیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف پیغام بھیج کر قاتل کا پوچھا، انہوں نے کسی اور کا نام بتایا، تو نبی کریم علیہ السلام نے اس کے خون کو بھی رائیگاں قرار دیا۔ جس کو انہوں نے بھی مان لیا۔[33]

اسی طرح ایک روایت حضرت خالد بن ولید کے متعلق بھی ملتی ہے انہوں نے بھی نبی کریم علیہ السلام کو گالیاں دینے والی عورت کو قتل کر دیا۔[34]

گستاخ رسول کا انجام قدرت کی طرف سے:

تفسیر مدارک میں ایک واقعہ سالم بن عمیر کا ملتا ہے جنہوں نے ابو عفک یہودی جو گستاخ تھا، اسے قتل کر دیا۔ وہ ابو عفک 120 سال کی عمر کا بوڑھا شخص تھا، لیکن مدینہ شہر میں آ کر لوگوں کو نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام سے عداوت اور حسد کی بنا پر اکساتا تھا۔ تو جب نبی کریم علیہ السلام بدر تشریف لے گئے، اللہ نے کامیابی عطا کی تو اس کے حسد اور بغاوت میں مزید شدت آئی اور اس نے نبی کریم اور صحابہ کی مذمت میں ہجو والے اشعار لکھے، توہین پر مبنی قصیدہ کہا، تو سالم بن عمیر نے یہ منت مانی کے میں یا تو اسے قتل کروں گا یا خود قتل ہو جاؤں گا۔ تو موقعہ کے لیے علاج کرتے ہوئے ایک رات جب وہ گرمیوں کے موسم میں قبیلہ عمرو بن عوف کے صحن میں سویا ہوا تھا، تو سالم بن عمیر نے آ کر تلوار اس کے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

جگر پر رکھ دی اور دشمن خدا وہیں چیخنے چلانے لگا، ارد گرد کے لوگ قریب آئے تو مر چکا تھا، پہلے اسے اس کے گھر لے گئے، پھر قبر دفن کر دیا، لیکن سالم بن عمیر وہاں سے جا چکے تھے۔[35]

بلکہ حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ بنی نجار کا ایک شخص سورۃ ال عمران، سورۃ بقرہ سیکھ رہا تھا، اور وحی کی کتابت بھی کرتا تھا، یہ منافق ہو کر نبی علیہ السلام کی گستاخی کر کے بھاگ گیا اور اہل کتاب کے پاس چلا گیا۔ وہ متعجب ہوئے، ان کے پاس گئے ہوئے چند ہی دن گزرے تھے کہ وہ ناگہانی طور پر ہلاک ہو گیا، لوگوں نے قبر کھود کر اسے دفن کر دیا مگر جب صبح ہوئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ زمین نے اسے باہر پھینک دیا ہے۔ پھر دفن کیا تو زمین نے اسے اگلے دن پھر نکال کر باہر پھینک دیا۔ تین دن تک ایسا ہی ہوتا رہا، زمین نے اس کی لاش کو بھی قبول نہ کیا، بالآخر لوگوں نے اسے یوں ہی بے گور و کفن چھوڑ دیا۔[36]

گویا یہ قدرت کی طرف سے گستاخ رسول کی سزا کا کرشمہ اللہ نے اہل دنیا کو دکھایا کہ یہ مرتد و گستاخ ایسا بد بخت ہوتا ہے کہ اس کے ناپاک وجود کو زمین بھی قبول نہیں کرتی تو ایسا ناپاک وجود زمین کے اوپر بھی رہنے کے قابل نہیں ہوتا۔

ان کے علاوہ بہت سے آثار واقعات کتب حدیث و سیر میں تفصیل سے موجود ہیں۔

قرآن واحادیث سے اس بات کی تصریح ہوتی ہے کہ گستاخ رسول کی سزا قتل ہے، اسی پر علماء امت کا اتفاق اور اجماع ہے۔

مخالفین کی ایک دلیل کا جواب:

گستاخ رسول کی سزا سر تن سے جدا کے موقف پر بعض مانعین دلیل پیش کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے اپنی حیات طیبہ میں اپنے ذاتی دشمنوں کو سزا نہیں دی تھی۔ تو یہ اس حد تک تو درست ہے کہ مکی زندگی میں ایسے گستاخوں کو سزا نہیں دی گئی۔ لیکن یہ کہنا کہ مطلقا کوئی سزا نہیں ملی، یہ خلاف حقائق ہو گا، اعلان نبوت کے بعد ایسے حالات نہیں تھے کہ کسی کو مرتکب سزا قرار دیا جاتا کیونکہ مکہ کے حالات کا یہ تقاضا نہیں تھا دوسرا اسلام کے مخالفین کی تعداد بہت زیادہ تھی، تیسرا یہ کہ مکہ میں کوئی جنگ نہیں لڑی گئی اور نہ ہی دشمنان اسلام کے خلاف کوئی عملی قدم اٹھایا گیا، جن لوگوں نے زبانی طور پر نبی کریم کی توہین کی جسارت کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے قران کریم میں مختلف الفاظ کے ساتھ اس کا جواب دیا کبھی ابتر ، زنیم، نمیم ، معتد اثیم ، كذاب، مشرک، كافر، مفسد ، منافق، فاجر جیسے الفاظ سے یاد کیا گیا اور گستاخی کا مرتکب ان الفاظ کا مصداق بن جاتا ہے۔ پھر یقینی طور پر مشرک، مرتد اور مجرم کو بعد از تکمیل شرائط قتل کرنے کے حکم میں کوئی اختلاف نہیں اور جن لوگوں نے فعلی طور پر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں توہین آمیز رویہ اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ نے کہیں كعصف ماكول، نار حاميه، تبت يدا، الحطمه، حبل من مسد اور کہیں لنسفعا باالناصيه جیسی اصطلاحات کہہ کر سزاؤں کا حقدار ٹھہرایا۔ پھر جب مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست قائم ہوئی تو ایسے بہت سے لوگوں کو سزائیں ملیں۔ بعضوں کو سزائے موت بھی دی گئی، کیونکہ اللہ رب العزت کسی صورت اپنے محبوب کی گستاخی برداشت نہیں کرتا۔ تو اکثر گستاخوں کو غزوہ بدر میں ہی واصل جہنم کر دیا، اور جو بچ گئے بعد میں ان میں زیادہ تر کو سزائے موت دی گئی، بالخصوص ابو جہل اور ان کے ساتھیوں کی سازش کے نتیجے میں نبی کریم علیہ السلام پر حالت سجدہ میں اونٹ کی اوجھڑی ڈالنے والے گستاخوں کو، جن کو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے لعنت فرمائی تھی وہ عتبہ، ربیعہ، امیہ بن خلف مارے گئے۔

حضرت ابن مسعود روایت کرتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے دیکھا کہ جن لوگوں کے نام رسول اللہ ﷺ نے لیے تھے سب کے سب بدر کے کنویں میں مقتول پڑے تھے۔[37]

اور امیہ بن خلف گستاخ رسول جو نبی کریم علیہ السلام کے سخت ترین دشمنوں میں سے تھا[38] اور ہر وقت آقا کریم ﷺ کو اذیت پہنچانے کی جستجو اور تاک میں رہتا تھا، اسلامی ریاست قائم ہونے کے بعد کسی کام کی غرض سے یہ شخص مدینہ منورہ میں آیا تو حضرت بلال نے اسے واصل جہنم کر دیا۔[39]

اسی بات کو صاحب البدایہ والنہایہ نے بھی بیان کیا ہے۔[40]

اسی طرح جنگ بدر کی خبر جب مدینہ منورہ پہنچی کہ مسلمان فتح یاب ہو گئے ہیں، تو حضرت عباس کے غلام ابو رافع کے اظہار مسرت کرنے پر جب ابو لہب نے ابو رافع کو زدو کوب کیا تو حضرت ام الفضل نے ایک لکڑی سے ایسی ضرب اس کے سر پر ماری کے کچھ عرصے کے بعد ابو لہب واصل جہنم ہو گیا۔ اکثر سیرت نگاروں کے مطابق یہ نبی کریم علیہ السلام کی بد دعا کا نتیجہ تھا۔[41]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

ان سیرت کے واقعات پڑھنے کے بعد ایک لمحہ کے لئے یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ اگر کہیں خدانخواستہ حرمتِ رسول ﷺ کے خلاف کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آتا ہے، تو ایسے افراد سے خود نمٹا جائے؛ لیکن یہ دینی اور قانونی بصیرت کے خلاف ہے۔ وہ اس لیے کیونکہ حضور ﷺ کی ذات مبارکہ بحیثیت شارع اور مقنن کے ہے، آپ جو فرماتے وہی شریعت اور قانون تھا۔ اگر کہیں حرمت رسول ﷺ کے خلاف ناخوشگوار واقعہ پیش آتا ہے، تو بندے کو خود کاروائی کرنے کی بجائے، فوراً قانون نافذ کرنے والے اداروں کو اطلاع دینی چاہئے اور قانون نافذ کرنے والوں کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ان خُبثِ باطن افراد کو قرار واقعی سزا دیں، تاکہ ملکی وملی حالات زیادہ کشیدہ نہ ہوں۔

خلاصہ کلام:

حرمتِ رسول ﷺ کا مسئلہ انتہائی حساس ہے اور ہر مؤمن ومسلمان اس کی اہمیت کو اپنے دل میں محسوس کرتا ہے۔ الحمد للہ ملک پاکستان میں حضور خاتم الانبیاء ﷺ کی عزت وحرمت کو یقینی بنانے کے لئے 295(C) کا قانون موجود ہے۔ تاکہ کوئی بھی شخص توہین کی ناپاک جسارت نہ کرسکے۔ اور یہ قانون ہر اعتبار سے فطرت اور بین الاقوامی قوانین سے مطابقت رکھتا ہے۔ دنیا بھر میں اداروں کے احترام کے لئے اور انسانوں کے احترام کے لئے ہتکِ عزت کے قوانین موجود ہیں اور اگر کوئی شخص کسی کی عزت کے ساتھ کھیلتا ہے تو اسکو سخت قسم کی سزاؤں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اگر ایک انسان کی حرمت کو یقینی بنانے کے لئے ہتکِ عزت کے قوانین اور عدلیہ کے وقار کے لئے قوانین بنائے جاسکتے ہیں، تو اس بات کو بھی دل میں جگہ دینی چاہیے کہ حضور خاتم الانبیاء ﷺ کی حرمت تمام اداروں اور انسانوں سے فائق ہے۔ حرمتِ رسول کا یہ تقاضہ ہے کہ ہم اس حوالے سے دیگر ممالک میں بھی قانون سازی کو یقینی بنائیں، اس کے لئے ہمیں انفرادی واجتماعی اور بین المالک بھرپور کوشش کرنی ہوگی، تاکہ دریدہ ذہنی کرنے والا کوئی بھی شخص کسی بھی طرح مقدس ہستیوں کی توہین کی ناپاک جسارت نہ کرسکے۔

سفارشات:

سوشل میڈیا پر متنازعہ اور توہین رسالت پر توہین پر مبنی ویب سائٹ کو فوری بلاک کرنے اور گستاخانہ مواد ہٹانے کے اقدامات کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے۔

علماء، مذہبی سکالرز، دانشوروں، خطباء، تاجر اور سماجی رہنماؤں کو عوامی مقامات اور بالخصوص تعلیمی اداروں میں کانفرنسز اور سیمینار کے انعقاد کے ذریعے لوگوں میں مذہبی رواداری پیدا کرکے مذہبی، مقدس شخصیات کی توہین سے احتراز کرنے کی ترغیب دی جانی چاہیے۔

ارباب اقتدار کو بذریعہ عدالت ملزمان کو موجب سزاوار قرار دینے کو یقینی بنایا جائے تاکہ توہین رسالت کے بڑھتے ہوئے واقعات کا سدباب ہوسکے اور عوام کو قانون ہاتھ میں لینے جیسے انتہائی اقدام کی نوبت سے بچایا جاسکے۔

نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے آپ کی غیر مشروط محبت اور لامحدود وفاداری، صحابہ واہل بیت کرام سے محبت کی فضا قائم کرکے اسوہ صحابہ پر عمل پیرا ہوسکتے ہیں اس ضمن میں تحریری اور اور تقریری مقابلہ جات کا انعقاد کرکے عوام الناس میں شعور پیدا کیا جانا چاہیے۔

پرنٹ، الیکٹرانک اور سوشل میڈیا پر عوامی شعور بیدار کرنے کے لیے مہم چلانی چاہیے۔

---

[1] التین:4

[2] الاعراف:179

[3] النساء:69

[4] الاحزاب:40

[5] الاعراف:158

[6] بخاری: محمد بن اسماعیل بخاری الشافعی (م256ھ)، کتاب التیمم، باب التیمم، 1/133، الحدیث:335 دار طوق النجاۃ، طبع اول 1422

[7] المنافقون:8

[8] سید مرتضیٰ حسینی، تاج العروس من جواہر القاموس، مادہ ح رم، طبعۃ دار الفکر بیروت

[9] الاعراف:157

[10] الفتح:9

[11] ابن تیمیہ، تقی الدین احمد بن عبد العلیم، الصارم علی شاتم الرسول، تحقیق محی الدین عبد الحمید، ج1، ص144 الحرس الوطنی السعودی المسلول السبتی، عیاض بن موسی الا المصطفی، ج2، ص441,222 دار الفیحاء عمان 1407ھ

[12] البقرہ:104

[13] النور:63

[14] البخاری: ج1، ص17، حدیث:15

[15] تفہیم القرآن، سید ابو الاعلیٰ مودودی، لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، اپریل ۲۰۰۴ء، ص:۴۸/۵، معارف القرآن، مولانا محمد ادریس کاندھلوی، مکتبۃ المعارف، دار العلوم حسینیہ، شہداد پور، سندھ، ۱۴۳۳ھ، ص:۷ / ۴۴۵

[16] ضیاء القرآن، پیر محمد کرم شاہ الازہری، لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، ۱۴۲۵ھ، ص:۵۳۸/۴

[17] القرآن سورۃ الاحزاب آیت ۲۱

[18] تفہیم القرآن، ص:4 / 80

[19] ضیاء القرآن، ص:۳۳/۴

[20] القرآن سورۃ الاحزاب آیت ۵۳

[21] معارف القرآن، ص:۲۳/۶

[22] تفہیم القرآن، ص:۱۲۰/۴،

[23] ضیاء القرآن، ص:۸۶، ۸۷/۴

[24] ضیاء القرآن، ص:۸۳/۱

[25] معارف القرآن، ص:۴۷۸/۵

[26] الاحزاب:57

[27] الطبرانی: ابو القاسم سلیمان ابن احمد ابن الطبرانی (م360ھ) معجم الصغیر: ج1، ص236 مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ

[28] قاضی عیاض: ابو الفضل عیاض بن موسی، (م544ھ) الشفاء بتعریف حقوق المصطفی القسم الرابع، بابالاول، الفصل الثانی صفحہ 171 دار الفیحاء عمان 1407ھ

[29] البخاری: کتاب الجہاد باب قتل الاسیر و قتل الصبر، حدیث نمبر 3044

[30] البخاری۔ کتاب المغازی باب قتل کعب بن الاشرف، ج2، ص576 حدیث نمبر 4037

[31] سجستانی، محمد بن اشعث، سنن ابی داؤد، تحقیق محی الدین عبد الحمید، ج4، ص129، حدیث، 4361، المکتب العصریہ ج اہران الفریم البصرۃ:2014

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

[32] ابن تیمیہ: الصارم المسلول:177

3[3] البخاری، کتاب الوضوء باب ازالی علی المصلی

[33] الحرس الوطني ا لسعودي6 اسماعیل بن عمر، البدایہ والنھایہ، الفکر، ج4، ص298، دار الفکر 1407ھ

[34] الواقدی، محمد بن عمر، کتاب المغازی الواقدی، تحقیق مارسدن جونس، سریت قتل ابی ملک، ج1، ص -175174ء، دار العلمیہ بیروت 1409ھ 14

[35] النسفی، عبد اللہ بن احمد، مدارک التنزیل وحقائق التادیل، تحقیق یوسف علی بدیوی، ج1، ص168ء دار العلم الطبیب بیروت، 1419ھ 12 13

[36] القشیری، امام مسلم بن حجاج بن مسلم، الصحیح المسلم، ج4، ص2145، حدیث 2781، دار احیاء التراث العربی بیروت

[37] السید ھاشم البحراني، حلیة الأبرار، ج١، ص١٣١، سی فی المکتبة الشاملة

[38] تفسیر غرائب القرآن ورغالب الفرقان، ج1، ص٢٩٦٧ سی دی مکتبة الشاملة

[39] صحیح البخاری، ج٨، ص٣٥٠، والرحیق المختوم ص٣٠٣

[40] ابن کثیر، اسماعیل بن عمر بن کثیر القرش أبوالدا اوالبدایة والنھایة، ج٣، ص٣٥٠، الناشر: مکتبة المعارف، بیروت، مصدر الکتاب: مواقع یعسوب اترقیم الکتاب موافق للمطبوع

[41] شیر ازی، آیت اللہ نصر مکارم، تفسیر نمونہ، ج١٥، ص٥٣٨، ترجمہ سید صفدر حسین جعفی، مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور ربیع الثانی ١٣٩٧١